ادبیات

انسان

ڈاکٹر اسما سعیدی - ایم - اے - بی ایڈ - پی - ایم ڈی دہلی

آج بھی شام اور سحر ہے وہی
گردشِ وقت کا اثر ہے وہی
آج بھی ہے حسین چمن کی فضا
عطر بار و خنک ہے بادِ صبا
آج بھی آبشار ہیں دلکش
وادی و کوہسار ہیں دلکش
آج بھی لالہ زار اور صحرا
دل پہ کرتے ہیں اک اثر گہرا
آج بھی ہے کشش بہاروں میں
نزہت و دلکشی نظاروں میں
آج بھی ضو فشاں ہیں نجم و قمر
لہر کی پڑتی ہے کرن سب پر
آج بھی آگ کا مزاج ہے گرم
طبعِ گل آج بھی ہے نازک و نرم
آج بھی آہ سادہ دل شبنم
رکھتی ہے اپنی آنکھ کو پرنم
آج بھی آسمان سے بادل
خشک صحرا کو کرتے ہیں جل تھل
آج بھی فطرتِ نسیم سحر
گل فشاں بھی ہے اور سرور آور
قاعدے سب وہی ہیں قدرت کے
رسم و آئیں ، اصول فطرت کے
کیوں مگر یہ بدل گیا انساں
کیوں ہے تخریب کاری اس میں نہاں
سینہ گیتی کا اس سے ہے لرزاں
ہے دلِ کائنات کیوں ترساں
مانگتے ہیں بہائم اس سے پناہ
اس کا شیوہ الگ، الگ ہے راہ
ظلم سفاکی اور حیا لاکی
اس کی طینت میں جھوٹ، بے باکی
قتل و غارت گری و خونریزی
رہزنی جور اور بے رحمی

بغض و نفرت، خصومت و غیبت — عیب جوئی، عداوت و تہمت
مکر و تزویر و کذب، خود غرضی — جعل، فن و فریب، بدعہدی
ظاہری خلق و ظاہری اُلفت — ظاہری نیکی ظاہری عفّت
ظاہری ہمدمی و دلجوئی — ظاہری مہر و نرمی، ہمدردی
ظاہری خوشنمائی و خوبی — ظاہری ہر ادائے محبوبی
خودنمائی و خودسری و غرور — دوسروں کی تباہی پر مسرور
خود فریبی، تصنّع، جہل و ظلوم — شرمسار اس سے ہیں فنون و علوم
حیلہ جوئی بہانے لاف و گزاف — خوبیاں اس کی اس کے ہیں اوصاف
شکلِ انساں میں ہے یہ اک ابلیس — یہ کسی کا رفیق ہے نہ انیس
جہل و شر اور فساد سے معمور — ہر ادا میں کراہتیں مستور
اس کا ایماں ہے دولت و شہرت — اس کا یزداں ہے منصب و عزّت
خودپرستی و تمکنت، نخوت — حرصِ زر، حرصِ حشمت و شوکت
آرزوئے تموّل و سطوت — برتری اور دبدبہ عظمت
اس کے سارے تمدّن و آداب — فی الحقیقت تباہی کے اسباب
اس کی تفریح رقص و بے شرمی — ارغوانی شراب کی گرمی
شغل ہیں اس کے بے شمار و عجیب — عادتیں اس کی ہیں عجیب و غریب
بربریت ہے اس کا ادنیٰ شغل — گم مشینوں میں اس کی فہم و عقل
کھیلتا ہے یہ خون کی ہولی — آنکھ ظلم و ستم سے کب کھولی
جانتا ہے مآلِ ظلم و ستم — پھر بھی کرتا نہیں یہ رحم و کرم
رشوت و سود خواری اس کا شعار — عیش و عشرت سے رنگ پر ہے نکھار
نفس کا بندہ عشرتوں کا غلام — دشمنی دل میں لب پہ شیریں کلام

دوستی میں نہاں ہے غدّاری
طنز و طعنہ بہ شکل غم خواری
جو دو بخشش ہے اس کی مکّاری
اک مدد اور لاکھ عیاری
مصلحت کا اسیر و ابن الوقت
عقل کا بودا اور دل کا سخت
کیا یہی ہے وہ محترم انساں
جو ازل سے ہے نائبِ یزداں
جو ملائک کا تھا کبھی مسجود
حسبِ تعمیلِ قادر و معبود
عالمِ رنگ و بو کی وجہ بنا
جاوداں ہے کبھی نہ ہوگا فنا
جس سے ہے کائنات کی تکوین
جو ہے دُنیا کا سب سے اعلیٰ مکین
ہیں تصرّف میں جس کے مہر و ماہ
سارے گردوں ہیں ایک گردِ راہ
ہیں گھٹائیں فضائیں جس کے لیے
نرم و نازک ہوائیں جس کے لیے
پھول کا حسن رونقِ گلشن
وادی و آبشار و دشت و دمن
کوہ و صحرا و گلستاں بستی
دونوں عالم کی رفعت و پستی
سب ثوابت تمام سیّارے
چرخ کے دلفریب نظّارے
بحر و بر، ابر اور باد و بہار
سب ہیں جس کے لیے جو ہے مختار
گردشِ وقت و صبح و شامِ حسیں
جس کی منت پذیر جس کی رہیں
ہے تصرّف میں جس کی ہر اک شے
کر لیے جس نے بحر و بر سب طے
جس کو بخشی ہے حق نے اک قدرت
جس کا تابع ہے عالمِ فطرت
جس کی تخلیق پر خدا کو ناز
منکشف جس پہ کر دیئے سب راز
کی عطا جس کو عقل و فہم، ادراک
تاکہ ہو آشنائے ذاتِ پاک
وسعتِ دل، بلندیِ احساس
پختگیِ یقین اُمید اور آس
علم و فن نطق و دانش و حکمت
عزم و جرأت شجاعت و ہمّت
ذہن کی ہر بلندی و رفعت
جستجو شوق کام کی رغبت

آرزو و امید و سوزِ دروں
راحت و عیش، حسن کا افسوں

عشق کا جذبۂ لطیف و بلند
ڈالتا ہے جو آسماں پہ کمند

آنکھ کا نور و برتری و شعور
پاکبازیِ رُوح دل کا سرور

ہیں یہ احسان خدائے برتر کے
مالکِ کائنات و سرور کے

جس پہ ہیں اس کے اس قدر احساں
کیا یہی ہے وہ ناسپاس انساں

جس کی تعلیم و تربیت کے لیے
حق تعالیٰ نے انتظام کیے

درسِ دین و معاشرت کے لیے
آشتی، امن و عافیت کے لیے

نورِ ایمان و آگہی کے لیے
رشد، نیکی، سلامتی کے لیے

رحم و انصاف اور کرم کے لیے
چارۂ درد و رنج و غم کے لیے

عالمی امن و دوستی کے لیے
عالمی بھائی چارگی کے لیے

باہمی اتحاد کی خاطر
دفعِ شرّو فساد کی خاطر

اپنے بندے کے امتحاں کے لیے
اس کی بہبودیِ جہاں کے لیے

شرک کے ابتذال کی خاطر
جہل کے انفعال کی خاطر

دائمی انبساط کی خاطر
کفر کے انحطاط کی خاطر

کیے پیدا خدا نے پیغمبر
رہنما اور ہادیِ اکبر

تاکہ پیغامِ حق سنائیں اسے
راستہ خیر کا بتائیں اُسے

تاکہ پیدا ہو اس میں ہر خوبی
گرمیِ دین و جوشِ ایمانی

ہوشمندی خودی، خرد مندی
راستی، سادگی و نرم دلی

غمگساری و عجز و ہمدردی
ہمدمی و شرافت و نرمی

مہر و اخلاص و گرمیِ اُلفت
بے ریائی و زہد اور عفت

زہد و فقر و توکّل و غیرت
صبر و محنت تحمّل و ہمّت

ضبط و حلم و حیا و نفس کشی — اعلیٰ کردار اور نیک دلی
سعی و جہدِ عمل اولوالعزمی — بادشاہی میں شانِ درویشی
پاکبازی و پاکیِ افعال — جوش و عظمت بلندیِ اعمال
خوفِ اللہ اور خدا ترسی — حُبِّ اللہ اور وفاداری
حبِ انسان و دلدہی، شفقت — صدق و ایثار و عزّت و حرمت
عیش سے اجتناب و بے زاری — کبر سے احتراز اور دُوری
درسِ پیغمبراں سے یہ انساں — درسِ پیہم سے ان کی یہ انساں
سارے پیغمبروں کی ہمت سے — رہنما، ہادیوں کی محنت سے
بن گیا تھا یہ نازشِ دَوراں — بزمِ انسانیت کا روحِ رواں
اس کی تقدیس پر تھے سب حیراں — اس کے جبروت سے ہر اک لرزاں
اس کی ہیبت سے کانپتے تھے فلک — محوِ حیرت تھے آسماں پہ ملک
رعب سے اس کے بادشہ ترساں — خسرواں اس سے مانگتے تھے اماں
امن و انسانیت کا تھا پیکر — تذکرے اس کے تھے کبھی گھر گھر
نیکیوں سے تھی زندگی تاباں — پرجلال و منور و رخشاں
انکساری تھی اس میں، بے غرضی — بے نیازی تھی اور خوش خلقی
تھا قلندر تونگری میں یہ — بادشہ تھا قلندری میں یہ
دولت و زر کی سروری سے نفور — جاہ و منصب کی دلبری سے نفور
اس سے شاداب تھا جہاں کا چمن — اس سے جنّت ہر ایک دشت و دمن
تھا کرم اس کا بیکراں عالی — بیکسوں کا تھا وارث و والی
اپنے عیبوں پہ منفعل نادم — حکمراں، اک خلیفہ و خادم
تھا غمِ دیگراں خود اس کا غم — بے ریا یہ تھا صادق و ہمدم

خود پسندی سے رہتا یہ بیزار
تھا مثل اس کا بذل اور ایثار

علم و عرفاں کا سربسر اک نور
روشنی جس کی تھی قریب و دور

عیب جوئی سے مجتنب تھا یہ
وقت کا اپنے محتسب تھا یہ

شخصیت میں تھی اس کی اک تاثیر
اعتماد و یقین کی تصویر

عدل و انصاف گستری تھا شعار
ہر ادا میں نہاں تھا ضبط و وقار

اس کا کردار ایک کوہِ عظیم
لطف اس کا تھا ایک لطفِ عمیم

وقت کا تھا یہ حاکم و آقا
وقت کا حیف یہ غلام ہوا

منکسر، محنتی و مخلص تھا
بذل و جود و کرم سے مفلس تھا

تھا شجاع و بہادر و جانباز
جانتا تھا یہ زندگی کا راز

فرض آگاہ و حق شناس و رحیم
مشفق و پاکباز اور کریم

اس سے آباد تھے یہ میخانے
بادۂ حق سے پُر تھے پیمانے

تھا وجود اس کا برکتوں کا سبب
خیر و انصاف، رحمتوں کا سبب

صابر و قانع و حلیم و غیور
آزمائش میں مطمئن مسرور

رزم اور بزم میں سدا مشغول
گاہ شمشیر و گاہ تھا اک پھول

سعی و کوشش کا تھا یہ اک طوفاں
حوصلہ، عزم و جستجو کا جہاں

تھا وسیع النظر دل بیدار
پاک ذہن و نگاہ سجدہ گزار

کیوں مگر یہ بدل گیا انساں
حیف، تھا یہ تو نائبِ یزداں